112796 - لڑكى كى رضامندى كے بغير چچا نے شادى كر دى اور خاوند شراب نوشى كرتا اور اسے زدكوب بھى كرتا ہے

سوال

ميں آپ كے سامنے اپنا قصہ اور پر مشكل پيش كرنا چاہتا ہوں اميد ہے آپ اس كو مدنظر ركھتے ہوئے مجھے جواب ديں گے:

ايك برس قبل دوران تعليم ميرا ايك بااخلاق لڑكى سے تعارف ہوا اور تعليم مكمل كرنے كے بعد ہم نے شادى كرنے كا وعدہ بھى كيا، ليكن ايك دن مجھے علم ہوا كہ اس كى ايك ايسے شخص كے ساتھ منگنى ہو گئى ہے جسے وہ جانتى تك نہيں، اور اس كے چچا اس شادى پر موافق ہيں، بلكہ اس نے اس آدمى كے ساتھ اس كى شادى كرنے كا وعدہ بھى كر ليا ہے، حالانكہ لڑكى كا والد اور بھائى موجود ہيں.

باپ خاموش رہا اور اس نے كوئى بات نہيں كى، حالانكہ وہ اور اس كى بيٹى دونوں ہى اس شادى پر موافق نہيں، ان كے گھر ميں چچا كى بات چلتى ہے كيونكہ وہى خاندان ميں بڑى عمر كا ہے، طويل جھگڑے كے بعد چچا نے جبرا اسے نكاح پر مجبور كر ديا حالانكہ وہ كنوارى ہے.

اور ايك ماہ گزرنے كے بعد علم ہوا كہ اس كا خاوند شراب نوشى كرتا ہے، اور اكثر گھر آتا ہے تو نشہ كى حالت ميں اور بيوى كو زدكوب كرتا اور گالياں نكالتا ہے، اور مكمل طور پر اسلامى احكام پر عمل نہيں كرتا.

حالانكہ ميں الحمد للہ دين پر عمل كرنے والا ہوں، حتى كہ ميں نے اس كو كہا تھا اگر ميں نے تجھ سے شادى كى تو تم پردہ كرو گى، اور ميں نے عورت كے سارے فرائض بھى اسے بتائے تو وہ اس پر راضى تھى، اس لڑكى كا بڑا بھائى سفر پر گيا ہوا تھا جب وہ سفر سے واپس آيا تو اسے علم ہوا كہ اس كى بہن كى جبرا شادى كر دى گئى ہے، اور اس كا بہنوئى شراب نوشى كرتا اور بہن كو زدكوب كرتا ہے، تو وہ اپنى بہن كو گھر لے آيا اسے طلاق تو نہيں ہوئى ـ ليكن وہ والدين كے گھر ميں ہے ـ.

پہلا سوال يہ ہے كہ:

كيا اس لڑكى كى اجازت كے بغير يہ نكاح صحيح شمار ہو گا ؟

اور كيا باپ اور بھائى كے ہوتے ہوئے چچا كو بھتيجى كى شادى كرنے كا حق حاصل تھا ؟

دوسرا سوال يہ ہے كہ: اگر اس سے طلاق طلب كى جائے تو وہ طلاق نہيں دےگا، كيونكہ وہ جانتا ہے كہ ميں اس سے شادى كرنا چاہتا ہوں، اب جبكہ بھائى اسے گھر لے آيا ہے اور خاوند طلاق دينے سے انكار كر دے تو كيا قاضى يا امام كے ليے اسے طلاق دينا جائز ہے ؟

اور كيا اسلام ميں دين كى برابرى نہيں ہے، كيا ميں اس لڑكى كا زيادہ حقدار نہيں جبكہ اب ميں اسلامى يونيورسٹى كا طالب علم ہوں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

کسی بھی عورت کو ایسے شخص سے شادی کرنے پر مجبور کرنا جائز نہيں جس سے وہ شادی نہ کرنا چاہتی ہو؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ایم (طلاق یافتہ یا بیوی) عورت ولی سے زیادہ اپنے آپ کی حقدار ہے، اور کنواری سے اس کی بارہ میں اجازت طلب کی جائیگی اور اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1421).

اور ایك حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" شادی شدہ عورت سے مشورہ کیے بغیر اس کی شادی نہیں کی جائیگی، اور کنواری عورت کی شادی اس کی اجازت کے بغیر نہیں کی جائیگی "

صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: اس کی اجازت کیسے ہو گی ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" وہ خاموش ہو جائے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4843) صحیح مسلم حدیث نمبر (1419).

اگر اس کی رضامندی کے بغیر شادی کر دی جائے تو راجح قول کے مطابق وہ نکاح صحیح نہیں ہو گا، اور جب اس کی شادی مناسب رشتہ اور کفؤ سے نہ کی گئی ہو تو بالاولی صحیح نہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب اس کی غیر کفؤ میں شادی کر دی جائے تو اس کا نکاح باطل ہے، یہ امام احمد کی ایك روایت ہے، اور امام شافعی کا ایك قول بھی یہی ہے، کیونکہ کفؤ کے بغیر اس کی شادی کرنا جائز نہیں، اس لیے وہ باقی حرام نکاحوں کی طرح صحیح نہیں ہو گا.

اور اس لیے بھی کہ ولی نے اپنی ولایت میں عورت کا نکاح ایسا نکاح کیا ہے جس میں اسے اس عورت کی اجازت کے بغیر کوئی حق حاصل نہ تھا، اس لیے وہ صحیح نہیں ہوگا، بالکل اسی طرح جس طرح اس کی جائداد بغیر کسی ضرورت کی فروخت کر دی جائے، یا پھر اس جیسی قیمت کے بغیر اسے فروخت کر دیا جائے.

اور اس لیے بھی کہ وہ شرعا اس کا نائب ہے، لہذا جس میں اس کا کوئی حصہ نہیں اس میں اسے تصرف کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں جیسا کہ وکیل ہو " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 31).

اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

خنساء بنت خذام الانصاریہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتی ہیں کہ:

" ان کے والد نے ان کی شادی کر دی اور وہ ثیب (طلاق یافتہ یا بیوی تھیں) تھیں، تو اس نے اسے ناپسند کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکاح کو رد کر دیا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4845).

اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" ایك کنواری لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بیان کرنے لگی کہ اس کے والد نے اس کی شادی کر دی ہے اور وہ مکرہ تھی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دے دیا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2096) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" لیکن اس مسئلہ میں راجح قول یہ ہے کہ:

والد اور کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں کہ وہ عورت کو کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرے جس سے وہ شادی نہیں کرنا چاہتی اگرچہ وہ کفؤ بھی ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" کنواری عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جائیگا "

اور یہ عام ہے، اس میں کسی بھی ولی کو مستثنی نہیں کیا گیا، بلکہ صحیح مسلم میں وارد ہے کہ:

" کنواری عورت سے اس کا والد اجازت لےگا "

تو یہ کنواری اور باپ دونوں کے متعلق نص ہے، اور یہ نص محل نزاع میں ہے اس لیے اس کی طرف جانا ضروری ہے، اس بنا پر کسی بھی شخص کا اپنی بیٹی سے کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرنا جس سے وہ شادی نہیں کرنا چاہتی حرام ہے، اور حرام نہ تو صحیح ہوتا ہے اور نہ ہی نافذ کیونکہ اس کو صحیح کہنا اور اسے نافذ کرنا اس کی مخالف ہے جس کی نہی وارد ہے.

اور شرع نے جس سے منع کیا ہے، تو شریعت امت سے یہ چاہتی ہے کہ وہ کام میں نہ پڑے اور نہ ہی ایسا عمل کرے، جب ہم اسے صحیح قرار دیں تو اس کا یہ معنی ہوا کہ ہم اس میں پڑ چکے ہیں، اور اس پرعمل کیا ہے، اور اسے ہم نے ان عہد میں شامل کر دیا جو شریعت نے مباح کیا ہے، اور یہ نہیں ہو سکتا.

اس راجح قول کی بنا پر آپ کے والد کا اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے کرنا جس کو وہ نہیں چاہتی تھی یہ شادی فاسد ہے، اور فاسد عقد نکاح کے بارہ میں عدالت کو ہی دیکھنا چاہیے " انتہی

ماخوذ از نور علی الدرب.

اس بنا پر اس لڑکی کو شرعی عدالت سے رجوع کرنا چاہیے اور عدالت سے فسخ نکاح کا مطالبہ کرے؛ کیونکہ وہ ابتدا سے ہی اس خاوند پر راضی نہیں، اور پھر اس کی معاشرت بھی خراب ہے اور زدکوب بھی کرتا ہے.

دوم:

عورت کی شادی کرنے کا سب سے زیادہ حقدار اس کا باپ اور پھر اس کے بعد دادا ہے چاہے اوپر پڑدادا بھی ہو، پھر اس کا سگا بھائی پھر باپ کی جانب سے بھائی، پھر ان کے بیٹے، اور یہ سب چچا پر مقدم ہونگے، اور قریبی کی موجودگی میں چچا کی طرح دور والا ولی نہیں بن سکتا.

سوم:

جب نکاح قائم ہے اور فسخ نہیں ہوا، تو آپ کے لیے اس عورت کو رشتہ کا پیغام دینا جائز نہیں، اور جب نکاح فسخ ہو جائے اور اس کی عدت ختم ہو جائے تو آپ کے لیے اس کے ولی سے اس کا رشتہ طلب کرنا جائز ہو گا.

چہارم:

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورت راضی نہ ہو تو بعض اہل علم کے ہاں نکاح صحیح نہیں، اور کچھ علماء کہتے ہیں کہ یہ عورت کی اجازت پر موقوف ہے، اس بنا پر اگر عورت خاوند کے ساتھ نہ رہنا چاہتی ہو،

تو قاضی اسے طلاق دے دیگا، اور اس میں خاوند کی رائے کی نہیں دیکھےگا.

اور اسی طرح جب قاضی کے ثابت ہو جائے کہ خاوند کے فسق اور اس کے برے معاملہ کی بنا پر عورت کو نقصان ہو تو قاضی طلاق دےگا.

اور اگر اس علاقے اور ملك میں قاضی نہ ہو تو اس طرح کا شخص اسے طلاق دےگا، اور اس عورت کے لیے ممکن ہے کہ وہ اپنے خاوند سے خلع حاصل کر لے، اور کچھ دے کر اپنی جان چھڑا لے چاہے اس کے لیے اسے اپنا سارا حق ہی چھوڑنا پڑے یا کچھ حق، تا کہ وہ اس خاوند سے اپنے آپ اور اپنے دین کو محفوظ رکھ سکے.

پنجم:

کفؤ نکاح میں معتبر ہے، جو کہ دینی کفؤ ہے، اس لیے مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ نکاح نہیں کیا جائیگا، اور نہ ہی فاسق مرد کا کسی عفیفہ عورت سے.

مزید آپ سوال نمبر (84306) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

زاد المستقنع میں ہے:

" اگر باپ نے عفیفہ بیٹی کا نکاح کسی فاجر شخص کے ساتھ کر دیا تو جو عورت یا ولی راضی نہ ہو تو اسے فسخ کا حق حاصل ہے " انتہی مختصرا.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے یہ راجح قرار دیا ہے کہ اولیاء کو مکمل طور پر نکاح فسخ کرنے کاحق حاصل نہیں، اگر خاوند شراب نوش ہو تو اس حالت میں انہیں نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ اس کا بیوی اور اولاد کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے.

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب یہ علم ہو جائے کہ یہ خاوند شراب نوشی کرتا ہے تو دور کے ولی کے لیے نکاح فسخ کرنے کا مطالبہ کرنے کاحق حاصل ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 105).

یہاں ایك تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ: آپ اس عورت کے اجنبی اور غیر محرم ہیں اس لیے آپ کا اس سے ٹیلی فون پر رابطہ کرنا اور اس کے ساتھ شادی کے بارہ میں بات چیت کرنا جائز نہیں، تا کہ فتنہ و فساد کے اسباب سے دور رہا

جائے اور اس کا باب بند کیا جائے.

واللہ اعلم .